مطبُوعات

CONCEPT OF MUSLIM CULTURE IN IQBAL
اقبالؒ کے کلام میں مسلم تمدن کا تصور

تالیف : جناب مظہر الدین صاحب
شائع کردہ : ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی - اسلام آباد، پاکستان
صفحات ۱۴۴ - قیمت دس روپے

فاضل مصنف کے خیال کے مطابق اُن کی یہ علمی کاوش ڈاکٹر اقبال مرحوم کے خیالات کی توضیح ہے۔ اس کام کے لیے انہوں نے اسلامی فقہ، اسلامی الٰہیات اور علم کلام اور اسلامی تصوف کے بارے میں موجود لٹریچر کو خوب کھنگالا ہے۔ مگر یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے کہ انہوں نے اقبال مرحوم کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ ان کے کلام سے استنباط کرتے ہوئے بعض ایسے نتائج پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن میں تجدد پسندی کا رنگ پوری طرح جھلکتا ہے اور جو اقبال کے پورے نظامِ فکر سے مغائرت رکھتے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھنے سے قاری کے ذہن میں یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ اقبال عقل کے پرستار تھے اور کسی دینی معاملے کی صحت کو پرکھنے کے لیے وہ عقل ہی کو آخری معیار تسلیم کرتے تھے۔ ان کے نزدیک ہر شخص کو اجتہاد کا پورا حق حاصل تھا اور وہ اس حق کو کسی مخصوص گروہ کی اجارہ داری نہ سمجھتے تھے۔ وہ اسلام کو وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے شدومد سے حامی تھے اور اس راہ میں اگر کوئی قولِ رسول یا فعلِ رسول حائل ہوتا نظر آئے تو اسے نظر انداز کر دینے کے حامی تھے۔

یہ ہے اقبال مرحوم کے خیالات کا وہ انداز جو شروع سے آخر تک اس کتاب میں ملتا ہے۔

فاضل مصنف نے اپنے نظریات جن مفروضات پر قائم کیے ہیں ان کی حیثیت بھی کافی حد تک محلِ نظر ہے۔ مثلاً انہوں نے ص۹۱ پر حدیث کے بارے میں ابن قتیبہ کی جو رائے پیش کی ہے وہ درست

نہیں۔ پھر انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جو یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ حضورؐ کی سنت کی پیروی تو کرتے تھے مگر اُن کے خاص فیصلوں کی پابندی نہیں کرتے تھے (ص ۱۲۱) یہ بھی غلط ہے۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جو تین چار واقعات ایسے ملتے ہیں، محدثین اور علماء نے اُن پر سیر حاصل بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ ان میں سے کوئی فیصلہ بھی سنت کے خلاف نہ تھا۔

ص ۱۳۲ پر انہوں نے ائمہ پر سنت سے انحراف کا جو الزام عائد کیا ہے وہ حد درجہ افسوسناک ہے۔ مصنف کے الفاظ ذرا ملاحظہ ہوں:

"حدیث کو رد تو نہ کیا جاتا تھا مگر اسے صحیح معنوں میں نافذ بھی نہ کیا جاتا۔ جہاں حالات کا اقتضا سنت کو نظر انداز کرنے کا ہوتا تو فقہاء بلا تامل ایسا کر دیتے"۔

فقہاء پر یہ ایک ایسا سنگین الزام ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں۔ ائمہ اور فقہاء تو بات کرنے سے پہلے یہ کہہ دیتے تھے کہ ہمارا وہی قول قابلِ قبول ہے جس کی تائید قرآن و سنت سے ہوتی ہو۔ معلوم نہیں فاضل مصنف نے ائمہ کے بارے میں حدیث سے بے نیازی کا یہ طرزِ عمل کہاں سے اخذ کیا ہے۔ مثلاً امام مالکؒ یہ کہا کرتے تھے "میں انسان ہوں۔ مجھ سے خطا ہو سکتی ہے، سو میری بات کو قرآن و سنت سے پرکھ لیا کرو"۔ اسی طرح امام شافعیؒ کا یہ قول بھی مشہور ہے: "جب تمہارے پاس کوئی ایسی حدیث پہنچے جو میرے قول سے متصادم ہو تو میرے قول کو اٹھا کر دیوار کے ساتھ پھینک دو۔ اس سلسلے میں امام ابو حنیفہؒ اور دیگر ائمہ و فقہاء نے بھی حدیثِ رسولؐ کے معاملے میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

کتاب کا معیار طباعت خاصا اونچا ہے۔

دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر | تالیف: پروفیسر محمد اسلم صاحب شعبۂ تاریخ، جامعہ پنجاب، لاہور۔ شائع کردہ: ندوۃ المصنفین، سمن آباد۔ لاہور۔ قیمت ساڑھے سات روپے۔ صفحات ۲۵۶۔

مجدد الف ثانیؒ کے تجدیدی کارنامے کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اکبر کی دینی سرگرمیوں

کو ٹھیک طرح سے سمجھا جائے۔ کیونکہ یہ سرگرمیاں مجدد صاحب کی تحریک کے لیے پس منظر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب نے اپنی اس قابلِ قدر تصنیف میں اس پس منظر کو صحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس ضمن میں فاضل مصنف نے اس بڑی غلط فہمی کا ازالہ بھی کیا ہے کہ اکبر کا دینِ الٰہی مختلف مذاہب کے اچھے عقائد اور اعمال کا محض ایک ملغوبہ تھا جس کی غرض صرف یہ تھی کہ ہندوستان میں آباد ہونے والی مختلف قوموں کے درمیان کسی پائیدار اتحاد کی راہ ہموار کی جاسکے۔ اس کتاب کے مطالعے سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ اکبر نے اسلام کو بالکل تیاگ کر کفر کی راہ اختیار کر لی تھی۔ اس کے فکر و عمل میں کوئی چیز ایسی نہ تھی جس سے اس کی اسلام سے کوئی معمولی مناسبت بھی ظاہر ہوتی ہو۔ کتاب کے آخر میں پروفیسر صاحب نے "اکبر نے کیا کھویا" کے عنوان سے جو مواد فراہم کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اکبر دین کا سخت دشمن تھا۔ جس شخص کو نماز روزے، حج اور زکوٰۃ سے چڑ ہو اور محمدؐ جیسے مقدس نام سے عداوت رکھتا ہو، اس کے بارے میں آخر یہ کس طرح تصور کیا جاسکتا ہے کہ اُسے اسلام سے کوئی معمولی تعلق بھی ہے۔ اکبر کا دور درحقیقت ہندوستان میں ظلمت کا دَور تھا جس میں ایک مطلق العنان حکومت کے پورے ذرائع اور وسائل اسلام کو اس سرزمین سے ختم کرنے اور کفر و الحاد کو غالب کرنے کے لیے صرف ہوئے۔ خداوند تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا اور اس نے بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کے سارے مذموم عزائم دینوی اعتبار سے بالکل ایک بے سروسامان، مردِ حق آگاہ کی کوشش سے خاک میں ملا دیئے۔ مجدد علیہ الرحمۃ کی سعی و جہد کو اللہ تعالیٰ نے اسقدر برکت عطا کی کہ دھارے کا رُخ بدل گیا۔ ہم جب ہندوستان کی تاریخ اور خاص طور پر عہدِ مغلیہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں دینی رجحانات کے اندر گہرے تغیرات کے دو واضح رجحانات ملتے ہیں۔ بابر سے لیکر اکبر تک دینی اعتبار سے مسلسل انحطاط کا دور رہا ہے۔ یعنی انحطاط کا جو رجحان بابر سے شروع ہوا وہ اکبر کے دَور میں اپنی انتہا تک پہنچ گیا۔ مگر اس کے بعد پھر عروج کا آغاز ہوا اور ہر آنے والا حکمران دینی احساسات کے معاملے میں پہلے سے بہتر ثابت ہوا۔ اس تغیر کی بنیادی وجہ مجدد الف ثانی کی جدوجہد تھی۔

کتاب کے آغاز میں فاضل مصنف نے ماخذ پر جو بحث کی ہے وہ کافی عمدہ ہے اور خاص طور پر

مُلّا عبدالقادر بدایونی کو متعصّبی اور کاذب ثابت کرنے کی جو کوششیں وقتاً فوقتاً کی جاتی ہیں ان کے پسِ پردہ محرکات بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ یہ کتاب ہمارے تاریخی اور دینی ادب میں قابلِ قدر اضافہ ہے۔ معیارِ طباعت پسندیدہ ہے

تاریخ تصوّف تالیف۔ عبدالصمد صارم الازہری، شائع کردہ۔ ادارۂ علمیہ ۵ دھنی رام روڈ بنی انارکلی لاہور صفحات ۲۹۲۔ قیمت دس روپے۔

فاضل مصنف علمی دنیا میں محتاجِ تعارف نہیں۔ وہ تاریخ القرآن، تاریخ التفسیر اور تاریخ الحدیث لکھ کر اہلِ علم میں پوری طرح متعارف ہو چکے ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی مفید کڑی ہے۔ اس میں مصنف نے نہ صرف تصوّف کے مختلف سلاسل اور طُرق بیان کیے ہیں بلکہ ان کے ارتقاء پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ تصوف کے نام پر مسلم معاشرے میں جو بہت سی بدعات رواج پا چکی ہیں اُن کی بھی مصنف نے نشان دہی کی ہے۔ کتاب کے آخر میں انہوں نے تصوّف کا جو نچوڑ، "ولی کی شناخت" کے عنوان کے تحت پیش کیا ہے، اسی سے اُن کی سلامتیٔ فکر ظاہر ہوتی ہے۔

"جس کو جس درجہ سنت پر استقامت ہو گی وہ اسی درجہ کا صاحبِ کمال ولی ہو گا"۔

"ولی معصوم نہیں ہوتا۔ اس سے غلطی و خطا ہو جاتی ہے مگر وہ متنبہ ہو کر تائب ہو جاتا ہے۔ اور اس کو ترک کر دیتا ہے۔

کتاب کا معیار کتابت و طباعت ناقص ہے۔